Fiction Shelve

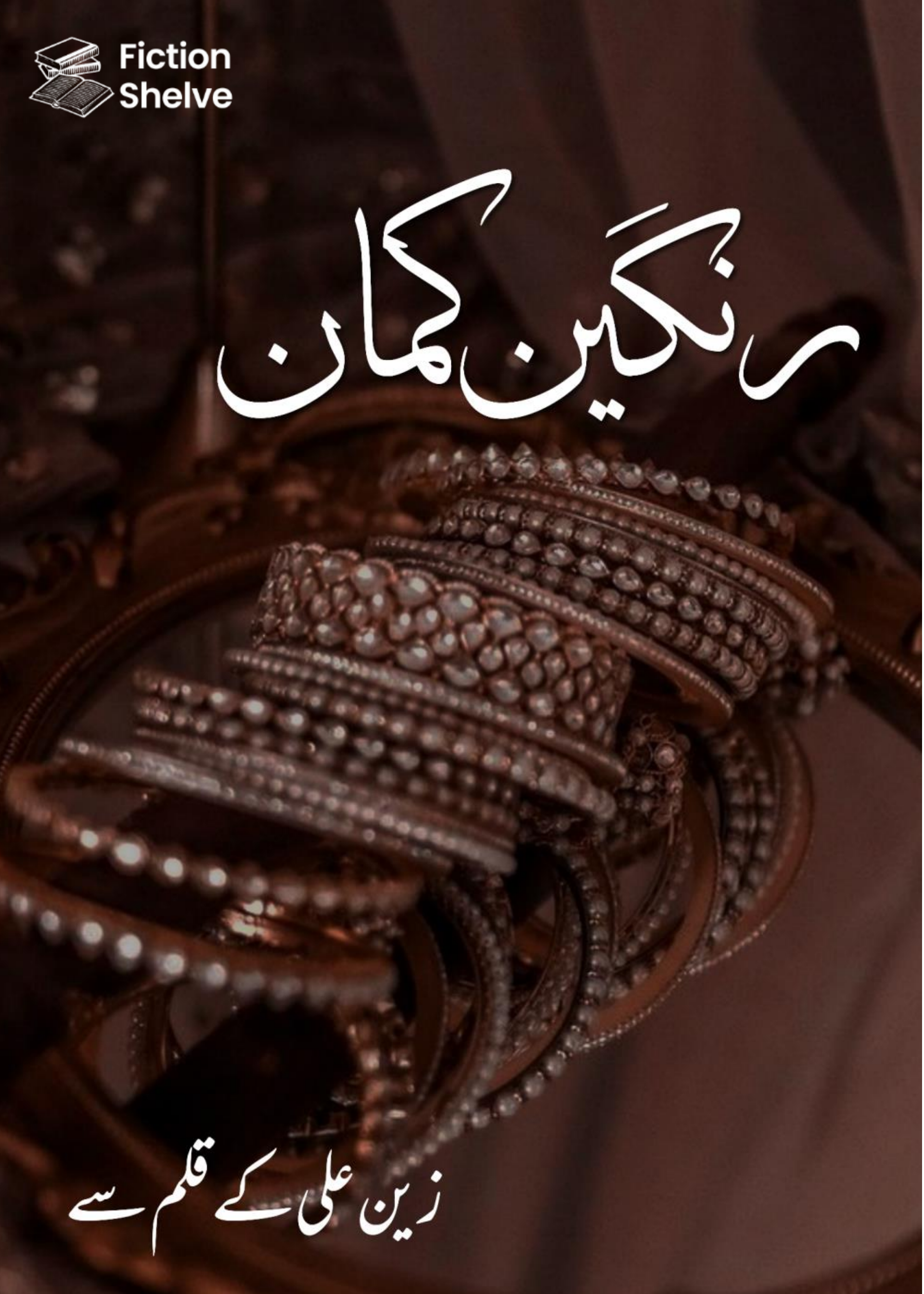

# رنگین کمان

زین علی کے قلم سے

# رنگین کمان از زین علی

انتساب

ہمارے پیاروں کے نام

"ماما۔۔۔ماما۔۔۔"دس سالہ آمون نے اپنی ماں کو آواز لگائی۔اسکی آواز میں جوش اور خوشی تھی۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھا اور اسکی ماں کچن میں تھی۔

"کیا ہوا میری جان۔"ایک خوبصورت جوان لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔وہ تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

رات کے گیارہ بج رہے تھے۔

وہ قدم قدم چلتی بیڈ تک آئی اور بیٹھ گئی۔"کیا ہوا مون۔"

وہ اسے پیار سے مون کہا کرتی تھی۔سب ہی کہتے تھے۔

"ماما۔۔۔کل عید ہے ؟"آمون نو بجے سو گیا تھا اور اب جب اچانک اسکی آنکھ کھلی تو اس نے عید کی خبر جاننے کیلیئے ماں کو آواز لگائی تھی۔

"ہاں میری جان کل عید ہے۔آپ سو جاؤ کل جلدی اٹھنا ہے۔"وہ اداسی سے بولی۔

عید کا علان ہو چکا تھا۔کل عید تھی۔خوشیوں کو دن۔

"اور بابا؟"آمون نے ماں کو امید بھری نظروں سے دیکھا۔

"بیٹا وہ۔۔۔"

"وہ نہیں آرہے۔۔۔"آمون نے اپنی ماں کا ادھورا جملہ پورا کیا۔

عید ہر کسی کیلیئے خوشی نہیں لاتی۔کچھ لوگ اس دن کی وجہ سے اداس بھی ہو جاتا کرتے ہیں۔

آمون نے اداسی سے اپنی ماں کو دیکھا۔وہ چھوٹا تھا لیکن کافی سمجھدار اور ذہین تھا۔

"ہم کال کر لیں گے بابا کو کل۔آپ سو جاؤ۔"

آمون بنا کچھ کہے دوبارہ لیٹ گیا۔اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

اسکی ماں نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیااور اٹھ کر باہر نکل آئی۔

یہ حسنا ریا تھی۔چوبیس برس کی خوبصورت،اداس لڑکی۔آمون اسکی بہن کا بیٹا تھا۔وہ آمون کو جنم دیتے ہوئے اللہ کو پیاری ہو گئی تھی۔

آمون کیلیۓ حسنا ہی اسکی ماں تھی۔

آمون کا باپ جبران حمید کام کی وجہ سے لاہور رہتا تھااور سال میں صرف ایک دو بار ہی آتا تھا۔

وہ سمجھتا تھا کہ آمون کی وجہ سے اسکی بیوی سارا گزر گئی تھی۔اسی وجہ سے اسے آمون سے محبت تھی نہ اسکا خیال تھا۔

وہ ہر ماہ حسنا کو اسکے خرچ کیلیۓ ایک بھاری رقم بھیج دیتا تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ رشتوں کو نبھانے کیلیۓ پیسوں کی نہیں محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حسنا اسکے کمرے سے نکل کر باہر چھوٹے سے لونگ روم میں آگئی۔ایک طرف صوفے تھے اور سامنے دیوار پر ایل سی ڈی لگی ہوئی تھی۔دوسری طرف سامنے دیکھا جائے تو حسنا کا کمرہ تھا اور ایک طرف چھوٹا سا کچن اور کچن کی بائیں طرف آمون کا کمرا تھا اور اسکے ساتھ گیسٹ روم تھا۔

یہ چھوٹی سی بلڈنگ کا ایک خوبصورت فلیٹ تھا۔یہ فلیٹ بھی جبران کا ہی تھا۔

حسنا ریا کی ماں اپنے بیٹے کے ساتھ کسی دوسرے شہر میں رہتی تھی۔باپ بہت عرصے پہلے اللہ کو پیارا ہو چکا تھا۔

حسنا سارا (حسنا کی بڑی بہن) کی شادی کے ایک سال بعد اس کے ساتھ رہنے آگئی تھی کیونکہ جبران شہر سے باہر ہی رہتا تھا۔سارا کی وفات کے بعد حسنا ریا نے اپنی تعلیم پوری کی اور ایک پرائیویٹ سکول میں بطور ٹیچر نوکری شروع کر دی۔

شادی کے دو سال بعد آمون پیدا ہوا اور سارا اللہ کو پیاری ہو گئی تب سے حسنا ہی اسکی پرورش کر رہی ہے اسکی ماں بن کر۔

وہ آمون کو پیدا کرنے والی ماں تو نہیں تھی لیکن پرورش کرنے والی بھی تو ماں ہی ہوتی ہے نا۔

اس نے صوفے کی سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور جبران کا نمبر ملانے لگی۔

تین چار بار رنگ بجنے کے بعد آخر جبران نے کال اٹھالی تھی۔

"آپ کل آرہے ہیں؟" اس نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

وہ دوسری طرف بولتے جبران کی بات سننے لگی۔

"لیکن عید ہے۔۔۔ مون کتنے ہی دنوں سے مجھے بار بار پوچھ رہا ہے۔ زیادہ نہ سہی کم از کم ایک دو دن کیلئے آجائیں۔" وہ بتانے لگی۔ "وہ بہت مس کرتا ہے آپکو اور اسے ضرورت بھی ہے آپکی۔"

وہ مزید کچھ بولنے کیلئے منہ کھولنے ہی والی تھی کہ یک دم رک گئی۔ دوسری طرف شاید جبران جواب دے رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اللہ حافظ۔" اس نے مایوسی سے فون کان سے ہٹایا۔

اس نے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر دیں۔

بارش کی وجہ سے موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

اسکی شاید وہیں بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی تھی جب اچانک دروازے کی دستک سنائی دی۔

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھی۔

وہ قدم قدم چلتی دروازے تک آئی۔

"کون ہے۔۔۔" اس نے آواز لگائی۔

"میں ہوں حیدر علی۔" ایک مردانہ آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔ "دروازہ کھولو میں بارش میں بھیگ چکا ہوں۔"

حسنا نے دروازہ کھول دیا۔

سامنے ایک اونچے قد، گندمی رنگت والا جوان لڑکا بھیگے ہوئے کپڑوں میں کھڑا تھا۔

اسکا کسرتی جسم دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ روٹین سے ورک آئوٹ کرتا ہو گا۔

"کپڑے بدل لو۔"اس نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

وہ اندر داخل ہوا۔"شکریہ۔"وہ چلتا ہوا باتھ روم کی طرف چلا گیا۔

"اندر واڈراپ میں جبران کی ایک قمیض شلوار ہو گی، وہ پہن لو۔"اس نے پیچھے سے آواز لگائی۔

یہ حیدر علی تھا۔ حسنا کا کزن اور دوست۔ حسنا سے دو سال چھوٹا۔

حیدر علی اسی شہر کی ایک کمپنی میں کام کرتا تھا اور کبھی کبھار اسکی طرف چکر لگا لیتا تھا۔

وہ باتھ سے نہا کر کپڑے تبدیل کر کے آچکا تھا۔ یہ قمیض شلوار اسے ذرا چھوٹی اور تنگ تھی۔

"اتنی رات کو کیسے آنا ہوا۔"حسنا نے پوچھا۔

"یار کیا بتاؤں دوستوں ساتھ شاپنگ کرنے نکلا تھا۔ اچانک بارش ہونے لگی تو میں اس طرف اتر گیا۔ سوچا تم سے مل لوں گا۔"

"اچھا۔۔۔رکو گے آج؟"حسنا نے اگلہ سوال کیا۔

"ہاں ارادہ تو ہے۔۔۔ بائے داوے عید مبارک۔" وہ مسکراتا ہوا اسکے سامنے والے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

"خیر مبارک۔" اس نے بے دلی سے جواب دیا۔

"کیا ہوا حسنا۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا؟" وہ اسے پریشان لگی تھی۔

"نہیں یار۔۔۔ جبران کو کال کی تھی اسکا کہنا ہے کہ وہ نہیں آسکتا۔ آمون اسے روز یاد کرتا ہے۔ وہ بڑا ہو رہا ہے اسے باپ کی ضرورت ہے۔"

"حسنا۔۔۔ تم۔۔۔ تم کب تک ایسے رہو گی۔" وہ بولا۔

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا جبکہ وہ دیوار پر لگی اپنی اور آمون کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔

"ایسے کیسے؟" وہ سمجھ چکی تھی کہ حیدر کیا کہہ رہا ہے لیکن پھر بھی انجان بن رہی تھی۔

"تم نے دس سال اس بچے کو دیے ہیں۔۔۔ اور اسکا بے پرواہ باپ کسی دوسرے شہر میں بیٹھا ہے۔ اسے نہ اپنی اولاد کی پرواہ ہے نہ تمہارے اس احسان کی۔"

"ایسی بات نہیں ہے حیدر۔" ہولے سے بولی۔ "وہ ہر ماہ گھر خرچ تو بھیجتا ہی ہے۔"

وہ اداس تھی۔ وہ بہت دکھی لگ رہی تھی۔

"چلو۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "چلو میرے ساتھ۔" حیدر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ کر کھڑا کیا۔

"کہاں۔۔۔"

"مون سو رہا ہے چلو مارکیٹ چلتے ہیں۔ مون کیلئے تم نے شاپنگ کر لی ہو گی اور مجھے پتا ہے تم نے اپنے لئے کچھ نہیں لیا۔"

"ارے۔۔۔ مجھے نہیں چاہیے کچھ۔" وہ دوبارہ سے بیٹھ گئی۔

"چلو نا۔۔۔ میرے لئے۔" حیدر نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

دونوں کی نظریں ملیں۔ حسنا نے فوراً پلکے جھکا لیں۔

"اچھا چلو۔" وہ ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی۔ "میں ذرا منہ ہاتھ دھو لوں۔"

وہ اٹھی اور باتھ روم کی طرف چلی گئی۔

حیدر علی اسکا انتظار کرنے لگا۔

بارش رک چکی تھی اور وہ دونوں بلڈنگ سے باہر نکل آئے تھے۔آمون سوچکا تھا

تو وہ اسے گھر پر ہی چھوڑ آئے تھے۔

"وہ دیکھو چاند۔"حیدر علی نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہو کہا۔

حسنا نے چہرہ اٹھا کر دیکھا۔آسمان میں ایک باریک ہی آدھے دائرے جیسی چمکتی

ہوئی لیکر تھی۔

"حسنا۔۔۔تم شادی کب کرو گی؟"

وہ دونوں چلتے ہوئے روڈ تک پہنچ چکے تھے۔

"میں شادی۔۔۔ابھی کچھ نہیں سوچا۔"

حیدر نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کو اشارہ کیا تو وہ اپنی گاڑی لے کر انکی طرف آگیا۔

وہ دونوں اس میں سوار ہو گئے۔

"میں کچھ کہوں؟"حیدر علی کے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں کہو۔" وہ ہولے سے بولی۔

"دس سال تم نے جبران کی اولاد کو دے دیے لیکن اس نے آج تک تمہیں شکریہ تک نہیں کہا۔"

"حیدر وہ میری بہن کا بھی بیٹا ہے۔ میرا بیٹا ہے وہ۔" حسنا نے پہلے تو حیرانگی سے اسے دیکھا پھر جواب دیا تھا۔

"لیکن تمہاری اپنی بھی تو کوئی زندگی ہونی چاہیے نا۔" وہ باقاعدہ بحث کے موڈ میں تھا۔

"میرے لئے میرا بیٹا مون ہی میری زندگی ہے۔"

"وہ میں۔۔۔"آدھا"میں" اسکے منہ میں ہی رہ گیا تھا۔

حسنا نے اسے حیرانگی سے دیکھا۔

یہ آج حیدر اتنی عجیب باتیں کیوں کر رہا ہے۔ حسنا ریا نے سوچا تھا۔

حیدر علی شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔

ٹیکسی مارکیٹ پہنچ چکی تھی۔

وہ دونوں اترے۔لوگوں کا ہجوم اور شور۔چاند رات ہے بھئی ہجوم اور رونق تو ہو گی ہی نہ۔

"چلو پہلے تمہارے لئے ڈریس لیتے ہیں۔"

"حیدر علی۔۔۔مون گھر میں اکیلا ہے۔جلدی جلدی لیتے ہیں جو بھی لینا ہے۔"

ماں کو اپنے بچے کے علاوہ کچھ بھی اہم نہیں لگتا۔

لڑکیاں اور عورتیں چوڑیاں اور جمکے لینے میں مصروف تھیں جبکہ انکے شوہر اور باپ بھائی سوئے ہوئے چھوٹے بچوں کر پکڑ کر انکے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

خواتین کے ساتھ ساتھ مرد حضرات بھی شوق سے عید کی شاپنگ کر رہے تھے اور کرتے بھی کیوں نہ بھئی ایک کم تیس روزوں کے بعد عید کا تحفہ ملا تھا۔

حسنا نے بھورے اور سنہرے رنگ کا ایک خوبصورت جوڑا خریدا تھا اور حیدر علی نے اپنے لئے جوتوں کی ایک جوڑی لی تھی۔

"حسنا یہ دیکھو۔"حیدر علی نے حسنا کا بازو پکڑ کر اسے ایک سٹال کی طرف متوجہ کیا۔

"باجی یہ دیکھیں۔۔۔ باجی یہ رنگ آپ پر سوٹ کرے گا۔" سٹال والا نوجوان لڑکا چوڑیاں دکھانے لگا۔

"یہ اچھی ہیں۔" حیدر نے گولڈن براؤن چوڑیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا بھائی یہ پیک کردو۔" حسنا جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

"رک یار۔۔۔" حیدر علی کے لڑکے کے ہاتھ سے چوڑیاں پکڑیں۔

"ہاتھ دو اپنا۔"

"کیوں؟"

"ارے بابا ہاتھ تو دکھاؤ۔" اس نے حسنا کا دائیں ہاتھ پکڑا اور دو دو کر کے اسے چوڑیاں پہنانے لگا۔

حسنا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"بہت پیاری ہیں۔ اب چلو۔" وہ تیزی سے بولی۔

جلدی جلدی شاپنگ کرتے ہوئے بھی انہیں دو گھنٹے لگ گئے تھے اور فائنلی وہ گھر پہنچ چکے تھے۔

آمون چین کی نیند سو رہا تھا۔

"حیدر آج یہیں رک جاؤ۔ کل کا دن ہمارے ساتھ گزارنا۔ جبران تو آئے گا نہیں لیکن تمہیں دیکھ کر مون بہت خوش ہو گا۔"

"اچھا وہ تو ٹھیک ہے لیکن حسنا ایک بات کرنا چاہتا ہوں تم سے۔"

"کیا۔۔۔" حسنا جمائی لیتے ہوئے بولی۔

"تم سو جاؤ کل بات کرلیں گیں۔ تمہیں نیند آرہی ہے ایسے میری بات سمجھ نہیں آئے گی۔" وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پیار سے۔یوں جیسے اسے حسنا سے محبت تھی۔

کیا اسے محبت تھی یا اسکی عادت تھی سب کو پیار سے دیکھنے کی۔

چلیں کہانی میں آگے بڑھتے ہیں اور جانتے ہیں۔

•••

"عید مبارک ماما۔"آمون حسنا کے گلے لگا۔

وہ حیدر علی کے ساتھ مسجد میں عید کی نماز ادا کر کے آیا تھا۔

"عید مبارک میری جان۔"اس نے آمون کو سینے سے لگالیا۔

حیدر علی اس کے پیچھے کھڑا تھا۔

"ماما میری عیدی دیں مجھے۔"مون نے ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔

حسنا نے بیگ سے کچھ نوٹ نکال کر اسکے ہاتھ پر رکھ دیے۔

"یہ میری طرف سے۔"حیدر نے بھی کچھ بڑے نوٹ اسکی طرف بڑھائے۔

"حیدر یہ بہت زیادہ ہے۔"حسنا نے اسکا ہاتھ روکنا چاہا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔"

آمون نے نوٹوں کو اکھٹا کیا اور جیب میں ڈالنے لگا۔

"چلو کچن میں، میں نے کیک منگوایا ہے۔"حسنا نے آمون کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

"تم نے کپڑے نہیں تبدیل کئے۔"حیدر نے حسنا کو ایک نظر دیکھا۔

"تم اچھے لگ رہے ہو۔" حسنا نے اسکا سوال نظرانداز کرتے ہوئے اسکی تعریف کی۔

حیدر گہرے نیلے رنگ کے کرتے میں بہت پیارا لگ رہا تھا۔ (حیدر علی نے کل رات اپنے روم میٹ سے اپنے کپڑے منگوا لئے تھے۔)

"شکریہ لیکن یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"

اس نے حسنا کو بہت غور سے دیکھا۔

"ماما۔۔۔ بابا کب آئیں گے۔" آمون کو جیسے اچانک یاد آیا تھا۔

"مون بیٹا وہ بہت بزی ہیں وہ آج نہیں آسکتے۔" حسنا کی بات مکمل طور پر پوری نہیں ہوئی تھی کہ اسکے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

اس نے موبائل پکڑا۔

جبران حمید۔ سکرین پر نام جگمگا رہا تھا۔

اس نے فون کو کال سے لگایا۔

"ہیلو۔"

حیدر علی نے اسے آنکھوں سے "کون ہے" کا اشارہ کیا۔

"سچ میں۔۔۔ٹھیک ہیں ہم کہیں نہیں جائیں گے۔" اسکے چہرے پر دوسری طرف کی بات سن کر مسکراہٹ آگئی تھی۔

اس نے دُوسری طرف کی بات سن کر فون کو کان سے ہٹایا۔

"کون تھا حسنا؟" حیدر علی کے پوچھا۔

"جبران تھا۔۔۔وہ شام کو آرہا ہے۔"

"بابا آرہے ہیں ماما۔۔۔" آمون خوشی سے تقریباً اچھلا تھا۔

"ہاں میری جان۔" اس نے آمون کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"چلو پھر ہم شام تک کہیں باہر پارک چلتے ہیں۔" حیدر علی بولا۔ "کیوں مون چلیں۔"

"جی ماموں۔" آمون نے پیار سے کہا۔

"مجھے کھانا بنانا ہے۔جبران کافی عرصے بعد آرہا ہے۔"

حیدر نے حسنا کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"چلو یار بن جائے گا کھانا میں مدد کروا دوں گا نا۔"

حسنا اسکی بات سن کر مسکرا دی۔

"اچھا چلو۔۔۔" حسنا نے گہرا سانس لیتے ہوئے حامی بھری۔

حسنا کپڑے تبدیل کرنے کیلیئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور حیدر علی آمون کے ساتھ بیٹھا اسکی عیدی گننے لگا۔

وہ نیو ٹاؤن پارک میں آئے تھے۔ عید کی وجہ سے کافی فیملیز آج picnic کرنے اس طرف آئی ہوئی تھیں۔

بچے والی بال اور پکڑن پکڑائی کھیل رہے تھے اور آمون بھی ان بچوں کے ساتھ انجوائے کر رہا تھا۔

حسنا نے چاند رات کو خریدا جوڑا پہنا ہوا تھا جس میں وہ بہت زیادہ خوبصورت اور دلکش لگ رہی تھی۔

حیدر علی اسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔وہ ایک کہنی کو زمین پر رکھے، ہاتھ کو توڑی تکے ٹکائے تقریباً لیٹا ہوا تھا اور حسنا ایک طرف سینڈوچ بنا رہی تھی۔

"حسنا پیاری لگ رہی ہو۔ برا نہ مانو تو تصویر بنالوں تمہاری۔" وہ یک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"تم کب سے کچھ کرنے سے پہلے اجازت لینے لگے۔" حسنا کا موڈ خاصا اچھا لگ رہا تھا۔"بنالو۔۔۔بلکہ ساتھ میں سیلفی لیتے ہیں۔"

وہ کھسک کر اسکے قریب ہو گیا۔اس نے اپنے موبائل کا کیمرہ آن کیا اور تصویریں بنانے لگا۔

وہ مسکرا رہی تھی۔

حیدر کے پرفیوم کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی۔

"ابھی تک لگاتے ہو یہ پرفیوم؟" حسنا نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔"

"مجھے تو لگا تھا تمہیں میری گفٹ کردہ خوشبو اچھی نہیں لگی۔" وہ حیرت سے بولی۔

لیکن اسے کیا پتا تھا کہ حیدر علی تو اس پرفیوم کے بعد تین بوتلیں اور خرید کر یوز کر چکا تھا۔

"حسنا مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔" اسکی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ آمون کے چیخنے کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

حسنا گھبراہٹ میں تیزی سے اٹھی اور آمون کی طرف لپکی۔

وہ گاس پر گرا ہوا تھا اور گھٹنے کو سہلا رہا تھا۔ کسی بچے نے اسے دھکا دے دیا تھا۔

"مجھے دکھاؤ۔" حسنا نے اسکا ہاتھ پیچھے کرتے کوئے کہا۔

ہلکی سی چھوٹ اور دو تین قطرے خون۔

"حیدر علی بیگ سے بینڈ تیج لانا۔" حسنا نے آواز لگائی۔

وہ کل سے حسنا کو کچھ کہنا چاہتا لیکن کہہ نہیں پا رہا تھا۔

"لایا۔" وہ ہولے سے بول کر اسکے بیگ میں دیکھنے لگا۔

وہ شام ہونے سے پہلے گھر آگئے اور اب وہ اور حیدر علی مل کر کھانا بنا رہے تھے۔

حیدر علی یہاں شہر میں لڑکوں کے ساتھ رہتا تھاتو اس نے کھانا بنانا سیکھ لیا تھا اور سچ کہوں تو وہ بہت اچھا کھانا بناتا تھا۔

وہ دونوں کھانا بنا رہے تھے جبکہ آمون ہمسائے والے بچوں کے ساتھ انکے گھر کھیل رہا تھا۔

"جبران سے بات ہوتی رہتی ہے کیا؟" حیدر علی نے پوچھا۔

"نہیں یار بات کیا کرنی۔ آپی کے ہوتے ہوئے بھی میں کم ہی بات کرتی تھی جبران سے۔"

"اچھا ٹھیک۔"

"ویسے حیدر تم بھی اب سیٹل ہو جاؤ۔"

"ہاں ایک لڑکی پسند آئی تو ہے۔ اس سے پوچھنا پڑے گا کہ وہ سیٹل ہونا چاہتی ہے یا نہیں۔"

"ہوں اچھی بات ہے۔"

وہ دونوں کھانا بنا چکے تھے اور اب میز پر پلیٹیں لگا رہے تھے۔

'ویسے لڑکی کون ہے ؟" حسنا نے کافی دیر بعد پوچھا۔

"ایک بہت خوبصورت لڑکی ہے لیکن بہت سنجیدہ رہتی ہے۔"

" کبھی کبھی وقت ہنستے مسکراتے انسان کو بھی پتھر کی طرح سخت، خاموش اور سنجیدہ بنا دیتا ہے۔"

"لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مسائل بھی تو حل ہو جاتے ہیں۔"

حسنا ریا نے گھڑی کی طرف دیکھا۔

پانچ بج رہے تھے۔

"میں مون کو لے آتی ہوں۔ تم بھی منہ ہاتھ دھو لو۔" وہ اتنا کہہ کر دروازے ہی طرف بڑھ گئی۔

"وقت سب بدل دیتا ہے۔" وہ بڑبڑایا۔

کچھ دیر تک وہ بھی فریش ہو کر باتھ روم سے نکل آیا تھا اور اب لونگ روم میں بیٹھا اپنے دوستوں کو کالز کر رہا تھا۔

سب کو عید کی مبارکباد بھی تو دینی تھی۔

حسنار یااب کچن میں کھڑی میٹھا بنا رہی تھی اور آمون اپنے کمرے میں ٹیبلٹ پر گیم کھیل رہا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔

حسنا اور حیدر علی نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا۔

"بابا آگئے۔۔۔ بابا۔۔۔ بابا۔۔۔" آمون کمرے سے جوش اور خوشی میں چلاتا ہوا دروازے تک آیا۔

اسکے چہرے پر خوشی کی انتہا تھی۔ آج وہ بہت عرصے بعد اپنے باپ کے گلے لگے گا۔

حیدر علی بھی دروازے کے قریب آگیا۔

"کھولو۔" حیدر علی نے ہولے سے آمون کو کہا۔

حسنار یا بھی دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

آمون نے دروازہ کھولا۔

"بابا!"

سامنے جبران حمید کھڑا تھا۔ سنجیدہ سا۔ وہ اونچے قد اور چوڑے شانوں والا مرد تھا۔

چہرے پر مونچھ اور داڑھی تھی۔

آمون اس سے لپٹ گیا۔

جبران نے سنجیدگی اور بے دلی سے اسے گلے لگایا تھا۔

آمون پیچھے ہٹا تو جبران پھیکا سا مسکرا دیا۔

وہ جب بھی آمون کو دیکھتا تو اسے اپنی پیاری بیوی سارا یاد آجاتی تھی۔

"آمون میں تمہیں کسی سے ملوانا چاہتا ہوں۔"

جبران کے پیچھے راہداری میں ایک لمبی خوبصورت عورت اسی طرف آرہی تھی۔ اسکے پیچھے دو بچے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی تھے۔

حسنا کو کچھ غلط لگا۔

حیدر علی کے رنگ بھی ہلکے سے پھیکے پڑ گئے تھے۔

"بابا اندر آئیں۔" آمون نے لاڈ سے کہا۔

"حسنا ریا۔۔۔" جبران نے آواز لگائی۔

جبران نے ایک نظر حیدر علی کو دیکھا اور بے دلی سے ہاتھ ملا لیا۔

"اندر آ جاؤ امیلیا۔" جبران نے پیچھے مڑ کر اس عورت کو کہا۔

وہ خوبصورت لمبے بالوں والی عورت ساڑھی پہنے ہوئے تھی۔

وہ ان بچوں کے ساتھ اندر چلی آئی۔

حسنا ریا سمجھ چکی تھی کیا ہو رہا ہے اور کیا ہو چکا ہے۔

"سب لوگ لونگ روم میں آ جائیں مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" جبران نے کہا۔

حیدر علی نے حسنا کو سکون میں رہنے کا اشارہ کیا۔

سب لوگ لونگ روم میں صوفوں پر بیٹھ گئے۔

ان دو بچوں میں سے چھوٹا لڑکا جبران کی گود میں بیٹھ گیا۔

آمون اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے بابا کے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا لیکن وہ جگہ تو خالی ہی نہیں تھی۔

حیدر علی نے حسنا کو "کیا ہو رہا ہے؟" کا اشارہ کیا۔

"حسنا۔۔۔آمون۔۔۔ان سے ملو یہ ہیں امیلیا۔" جبران نے اس عورت کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے ایک ادا سے اپنے بال پیچھے کیئے۔

"ہلیو حسنا، ہیلو آمون بیٹا۔" وہ میٹھے سے لہجے میں بولی۔

لہجہ نقلی سا تھا۔

حسنا نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"آمون یہ آپکی نئی ماما ہے۔"

حیدر علی، آمون اور حسنا بیک وقت حیران ہوئے تھے۔

"جبران۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو آپ۔آمون کی ماں میں ہوں۔" وہ تڑپ کر بولی۔

"اس سے ایسا کچھ مت کہیں وہ چھوٹا ہے۔وہ یہ سب نہیں سمجھ پائے گا۔"

"ہمیں اکیلے میں بات کرنی چاہیے۔" حیدر علی نے مشورہ دیا۔

"اچھا۔۔۔" جبران نے سوچتے ہوئے کہا۔"آمون کیوں نہ تم میر اور مومنہ کو اپنا کمرہ دکھاؤ۔"

"او کے بابا۔" آمون الجھا ہوا تھا۔

اسکے بابا اس عورت کو اسکی ماں کیوں کہہ رہے تھے۔ وہ اسی بات میں الجھا تھا.

وہ دونوں بچوں کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"حسنا۔۔۔ میری اور امیلیا کی شادی ہو چکی ہے۔" جبران نے بات شروع کی۔

"سارا سے شادی کرنے سے پہلے ہی امیلیا میری بیوی بن چکی تھی۔ جب سارا گزر گئی تو میں نے لاہور ہی رہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ میری وہاں پہلے سے ہی فیملی بن چکی تھی۔ جب آمون پیدا ہوا میری بڑی بیٹی تین سال کی تھی۔"

حسنا سن بیٹھی سب سن رہی تھی۔ حیدر علی بھی حیران تھا۔

"یہ سب آپ اب دس سال بعد بتا رہے ہیں۔" حسنا سے رہا نہ گیا اور غصے سے بولی۔

"میں نے اور امی نے فیصلہ کیا ہے ہم آمون کو اپنے پاس رکھ لیں گے۔"

"واٹ!" حسنا غصے سے کھڑی ہو گئی۔ "مون میرا بیٹا ہے۔" اس نے انگلی دکھا کر کہا۔ "خبردار اگر اسے ہاتھ بھی لگایا تو۔"

اچانک فضا میں تالیوں کی آواز گونجی۔

یہ امیلیا تھی۔

سب نے اسکی طرف دیکھا۔

"واہ بہت چالاک لڑکی ہو۔ایک امیر آدمی کے بیٹے کو چند سال پال کیا لیا تم تو اسکے پیچھے ہی پڑ گئی۔"امیلیا ہنسی۔"یہ سب تم میرے شوہر کی جائیداد کیلئے کر رہی ہو۔"

"تم اس میں مت آؤ۔"حسنا اس پر شیرنی کی طرح دھاڑی تھی۔

وہ شدید غصے میں تھی۔ہوتی بھی کیوں نہ ایک ماں سے اسکے بچے کو دور کرنے کی بات ہو رہی تھی۔وہ غصہ نہ ہوتی تو اور کیا کرتی۔

"ہم آمون کو ساتھ لے جائیں گے۔"جبران بے حسی سے بولا۔"یہ فلیٹ ہم تمہارے نام کر دیں گے۔وہ بھی اس لئے کیونکہ تم نے آیا بن کر میرے بیٹے کو پالا ہے۔"

حیدر علی خاموش بیٹھا تھا۔وہ کیا کہتا،اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا۔

"میں اس گھر کو چھوڑ رہی ہو۔تمہارے فلیٹ کو بھی۔"وہ غصے میں تھی۔

"تم نے آج تک جو بھی پیسے بھیجے ہیں وہ سب ویسے کے ویسے ہی ہیں۔میں نے اپنے بیٹے کو اپنے پیسوں سے پالا ہے۔"

اسکی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

جبران یہ سن کر حیران ہوا۔

"میں نے دس سال اس بچے کو پالا ہے وہ میرا بیٹا ہے۔"حسنا کے حلق میں آنسوؤں کا گولا سا بن گیا تھا۔

"حیدر مون کو لے آؤ ہم ابھی یہاں سے جائیں گے۔"حسنا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

جبران نے اسے زہر آلودہ نظروں سے دیکھا۔وہ کیسا باپ تھا اسے صرف اپنی جائیداد کی فکر تھی۔

"میں آمون کو اپنی جائیداد سے بے دخل کر دوں گا۔اسے لے جانے دو اسے۔"

جبران نے امیلیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں لے جاتی تو لے جائے مجھے بھی نہیں شوق دوسروں کے بچوں کو پالنے کا۔"وہ بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے بولی۔"اچھا ہی ہے یہ فلیٹ بھی نہیں لے رہی۔"

"میرے بابا مجھے روز سکول چھوڑنے جاتے ہیں۔"میر اور مومنہ آمون کے کمرے میں تھے۔

آمون ایک طرف خاموش سا بیٹھا ہوا تھا۔

"وہ میرے بھی بابا ہیں۔"آمون نے ہولے سے کہا۔

وہ یہ سب سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ بچے اسکے باپ کو اپنا باپ کیوں کہہ رہے ہیں۔

"ہاں تم ہمارے سوتیلے بھائی ہو۔"مومنہ بولی۔

مومنہ میر اور آمون دونوں سے بڑی اور سمجھدار تھی۔

وہ سوتیلا ہونا اور دُوسری شادی جیسی چیزیں جانتی تھی۔

"مون۔۔۔میری جان۔۔۔چلو۔۔۔"

حسناریا کمرے میں آئی۔اسکے ہاتھ میں بیگ تھا۔

"ماما بابا کو بھی ساتھ لے جاتے ہیں۔" آمون کو لگا کہ وہ کہیں گھومنے جانے والے ہیں۔

معصوم بچہ، اسے کیا پتا تھا کہ آج اسکا بے حس باپ اسکی زندگی سے ہمیشہ کیلئے نکل گیا ہے۔

"چلو۔۔۔" حسنا نے پیار سے ہاتھ اسکی طرف بڑھایا۔

وہ دونوں باہر نکل آئے۔ حیدر علی باہر کھڑا تھا۔

"ہم جا رہے ہیں۔" حسنا نے جبران کو بنا دیکھے بتایا اور وہ تینوں گھر سے نکل آئے۔

آمون نے ترستی نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھا تھا لیکن جبران نے منہ موڑ لیا۔

یہ رشتے بھی عجیب ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ سگا باپ محبت نہیں کرتا اور جن سے صرف محبت کا رشتہ ہوتا ہے وہ ساری زندگی آپ کے نام کر دیتے ہیں۔

"ماما۔۔۔ بابا پاس جانا ہے۔۔۔" آمون بار بار کہہ رہا تھا۔

حیدر اس سارے وقت میں خاموش رہا تھا۔

"میری جان ابھی ہم حیدر ماموں کے گھر جا رہے ہیں۔"

"چلو میں تمہیں گودی اٹھالیتا ہوں۔" حیدر علی نے آمون کو گود میں اٹھالیا۔

وہ بلڈنگ کے باہر پہنچ چکے تھے۔

حسنا ریا نے مڑ کر ایک نظر پیچھے دیکھا۔

دس سال۔

اسے اپنے دس سال اس جگہ پر گزرتے ہوئے نظر آئے۔

"چلیں۔"

حسنا نے حیدر علی کی طرف دیکھا اور پھیکا سا مسکرا دی۔

عید کی وجہ سے حیدر علی کے فلیٹ میٹس اپنے اپنے گھر گئے ہوئے تھے۔

یہ بڑا سا فلیٹ تھا جس میں پانچ لڑکے رہتے تھے۔

"اس نے آخر ایسا کیوں کیا؟" حسنا بڑبڑائی تھی لیکن حیدر علی سن چکا تھا۔

"حسنا چھوڑو اس بات کو۔ تم اور مون کب سے اس کے بنا اکیلے ہی رہ رہے ہو۔ اب بھی اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑے گا۔" حیدر علی صوفے پر بیٹھ گیا۔

آمون آتے ہی وقتی طور پر سب بھول کر سو گیا تھا۔

"لیکن مون کو فرق پڑے گا۔ وہ باپ ہے اسکا۔ اب نہیں تو کل وہ اسکے بارے میں پوچھے گا ہی۔" حسنا فکر مند تھی۔

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ کل سے ہی کہنا چاہ رہا ہوں۔" حیدر علی نے اسکے تاثرات دیکھے۔

وہ ابھی تک جبران اور اسکی اس حرکت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

"ہاں ٹھیک کہا اسکے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔"

"میں۔۔۔" وہ ایک پل کو رکا۔ "میں بہت دنوں سے سوچ رہا ہوں کہ تم سے پوچھوں۔"

حسنا اسے دیکھ رہی تھی۔

"مجھ سے شادی کرو گی۔" حیدر علی تیزی سے بول کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"واٹ!"

"ہاں۔۔۔" حیدر علی نے امید سے اسے دیکھا۔

یہ زندگی کتنی عجیب ہے۔ایک پل کو طوفان آجاتا ہے اور دوسرے پر دھوپ کے ساتھ رنگین کمان نکل آتا ہے۔

"حیدر۔۔۔"وہ ہولے سے بولی۔"میں سوچ کر بتاؤں گی۔"

حیدر علی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے گہرا سانس لیا۔

شکر ہے فوراً انکار نہیں کر دیا حسنا نے۔حیدر علی نے سوچا تھا۔

"میں کھانے کیلئے کچھ لے آتا ہوں۔"

وہ اتنا کہہ کر اٹھا اور باہر نکل گیا۔

وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے۔

"حیدر۔۔۔"وہ ایک پل کیلئے رکی۔

حیدر نے اسکی طرف دیکھا۔

"میں تم سے شادی کرنے کیلئے تیار ہوں۔"

"کیا!"وہ تقریباً چیخا تھا۔

"سچ کہہ رہی ہو۔" اسکے کھانا کھاتے ہاتھ رک چکے تھے۔

"ہاں۔" وہ مسکرائی۔ "مجھے لگتا ہے مجھے اپنی بے رنگ زندگی میں رنگ بھر لینے چاہیے۔"

حیدر علی مسکرا دیا۔

"ہم گھر والوں سے بات کر کے نکاح کی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔" وہ جوش میں تھا۔

"ہم اپنا الگ سے فلیٹ لے لیں گے۔"

حسنا مسکرا رہی تھی۔

"ایک بات تو بتاؤ حیدر۔" حسنا کو جیسے کچھ یاد آیا تھا۔ "تم کب سے مجھے پسند کرتے ہو۔"

حیدر کے گال سرخ ہوئے۔ "بچپن سے۔" وہ بولا۔

دونوں ہنسنے لگے۔

حسنا نے اپنی بہن کی محبت میں اسکی اولاد کو دس سال دیے تھے لیکن اب اسکا بھی حق بنتا ہے کہ وہ اپنی زندگی شروع کرلے۔

"آئی لو یو۔" حیدر علی نے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی ہو جائے گا۔" وہ بولے سے مسکرا دی۔

حیدر کے لئے یہ دلاسہ کافی تھا کہ حسنا کو بھی اس سے محبت ہو جائے گی۔

اور پھر ساتھ رہنے سے محبت نہ سہی عادت تو ہو ہی جاتی ہے۔

"چلو اب کھانا کھالو پھر آمون کو بھی سمجھانا ہے۔" اسے آمون کی فکر ہوئی۔

"وہ سمجھ جائے گا۔ وہ بہت پیارا اور عقل مند لڑکا ہے۔"

حسنا پھیکا سا مسکرا دی۔

چھے ماہ بعد انہوں نے نکاح کر لیا اور آمون کو قانونی طور پر اپنا بیٹا بنا لیا۔

وہ خوش تھے اپنی رنگین کمان جیسی زندگی میں۔

وہ اب اگلی کسی عید پر بھی اداس نہیں ہو گے۔ آمون حیدر کو بابا کہنے لگا تھا اور حیدر علی نے بھی اسے اپنا بیٹا مان لیا تھا۔

وہ خوش تھے۔

کالی راتوں کے بعد خوبصورت سویرا نکل کی آتا ہے جو بے رنگ زندگیوں میں رنگ بھر دیتا ہے۔

ختم شد